ناراضی رب سے بچنے کے طریقے

گناہوں سے توبہ

طارق نورالٰہی

گناہ کی ہر قسم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بُعد و دوری کا سبب بنتی ہے۔ ان سے بندے اور اس کے خالق کے درمیان حجاب حائل ہو جاتا ہے لہٰذا گناہوں سے بچنا اور اجتناب کرنا ضروری ہے۔ انسان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ نیکی کیا ہے اور بدی کیا؟ تاکہ وہ نیکی کر سکے اور بدی سے بچ سکے، اس کے علاوہ انسان کو برائی پر ندامت کا رویہ اپنانا چاہیے اور پختہ عزم کرنا چاہیے کہ وہ دوبارہ گناہوں میں ملوث نہیں ہوگا اسی رویے کے اپنانے سے وہ بدی سے بچ سکتا ہے۔ وگرنہ وہ معصیت میں پڑا رہے گا حقیقی شرم و ندامت سے ناآشنا رہے گا اور غلط عمل پر اسے کوئی دکھ تکلیف محسوس نہ ہوگی جس کا لازمی نتیجہ گناہوں بھری زندگی گزارنے پر منتج ہوگا۔ اس لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہم گناہ کو گناہ جاننا سیکھیں اور اس گناہ سے دلی نفرت کریں اگر خدانخواستہ کبھی کوئی غلطی ہو تو اس پر دلی شرم محسوس کریں اور مکمل عزم کے ساتھ دوبارہ گناہ میں نہ پڑنے کا ارادہ باندھیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے آمین!

گناہوں کو ترک کر کے دوبارہ اطاعت رب کی طرف واپس پلٹنے کو توبہ کہتے ہیں، یاد رکھیں ہر انسان کے لیے تمام گناہوں سے توبہ کرنا واجب و ضروری ہے۔ توبہ کی تین شرطیں ہیں:

(۱) گناہ ترک کرنا، (۲) گناہ پر دلی ندامت اور (۳) دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا۔ اگر گناہ کسی انسان کے ساتھ کیا ہو یا کسی کا حق مارا ہو تو گناہ کرنے والا سچی توبہ سے اس وقت تک بہرہ مند نہیں ہو سکتا جب تک اس بندے کا حق اسے لوٹا نہ دے یا پھر اس سے معاف نہ کروا لے۔

عزیزو! پہلے بھی ہم نے پڑھا کہ عذاب وعقاب کی آمد کا سبب مختلف گناہ و معاصی ہوا کرتے ہیں اور ان عذابوں کے خاتمے کی صورت رجوع الی اللہ، اصلاح ذات اور توبہ و استغفار کا رویہ دل سے اپنانے سے ممکن ہوتی ہے۔ اس بات کو صادق المصدوق نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یوں بیان فرماتے ہیں: ”مصیبت وبلا گناہوں کی وجہ سے نازل ہوتی ہے اور یہ اس وقت تک رفع نہیں کی جاتی جب تک اس گناہ سے سچی توبہ نہ کر لی جائے۔“

اس لیے کسی دوسرے حق کی ادائیگی سے پہلے اولین حق یہ بنتا ہے کہ ہم فوری طور پر اپنے تمام گناہوں سے سچی توبہ کریں اور ان کے ارتکاب سے فوراً رک جائیں تاکہ ہم پر ساری دنیا میں طاری کرب وبلا سے چھٹکارے کی سبیل بنے۔ آج دشمن ہم پر غلبہ پائے ہوئے ہے۔ مسلمانوں کی کوئی وقعت نہیں، افراد تو افراد مسلمان ریاستیں بے بس و بے وقعت ہو چکی ہیں۔ دوستو! یہ جو عافیت اٹھ چکی ہے اس کا اولین سبب ہمارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ یہ ہمارے کھلے گناہوں کا وبال ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”میری امت عافیت میں رہے گی سوائے ان کے جو کھلے گناہوں کا ارتکاب کرنے والے ہوں گے......“ (متفق علیہ)

سوچ بچار کے لیے ہمارے معاشرے میں بکھری برائیوں میں سے چند نمونے کے طور پر پیش ہیں۔ سگرٹ نوشی اور نشہ پر مشتمل گناہوں کا کھلا رواج، بے دھڑک ڈاڑھی منڈوانے کا عام رجحان، موسیقی و فحاشی کا عوامی چلن اور اسی نوعیت کی بے شمار معصیتیں بلاخوف وخطر ہر جگہ کی جا رہی ہیں اور کان پر جوں تک نہیں رینگتی جب کہ اصول یہ ہے کہ ”برائی اگر علانیہ جڑ پکڑے گی تو ضروری ہے کہ عذاب نازل ہوگا۔“ اگر ان معصیتوں پر روک ٹوک نہ کی جائے تو یہ عذاب اصحاب معاصی تک نہیں رہے گا بلکہ سارے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے کر شدید عذاب کا مزا چکھائے گا جس سے سکون و اطمینان اٹھ جائے گا اور راحت جان مفقود ہو جائے گی بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کسی وقت بھی ہو سکتا ہے کہ ایسا معاشرہ مکمل طور پر صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے جیسا کہ بنی اسرائیل میں سے اصحاب سبت کا حال ہوا تھا۔

آج کل مسلمانوں میں یہ بری عادت بھی عام ہو چکی ہے کہ غلطی پر اگر کوئی متنبہ کر دے تو دوسرے فرد کو شدید غصہ آ جاتا ہے کہ یہ کون ہے جو میری اصلاح کرنا چاہتا ہے یہ درست رویہ نہیں، اچھی بات بتانے والا ہمارے شکریے کا حق دار ہے نہ کہ تنقید کا، اسی طرح بعض اوقات ہمارے بھائی بند اپنی غلطی کو کمتر سمجھ کر اس کی اصلاح کی ضرورت سے منکر ہی ہو جاتے ہیں جب کہ غلطی غلطی ہی ہوتی ہے اور ہر غلطی اصلاح چاہتی ہے۔ ایسے افراد کی تو بڑی تعداد ہے جو غلطی کی اصلاح کرنے کی بجائے اللہ کی رحمت و بخشش کا

سہارا لیتے ہیں، شاید وہ ان آیات و احادیث کو قابل التفات نہیں جانتے جن میں اللہ تعالیٰ کے سریع الحساب اور شدید العقاب ہونے کا تذکرہ ہے۔ اللہ نے جنت والوں کا بیان کیا ہے تو اہل دوزخ کا ذکر بھی کیا ہے، فرمایا: اِنَّ رَبَّکَ سَرِیۡعُ الۡعِقَابِ وَاِنَّہٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ. (الانعام:۱۶۵)

”بے شک تمہارا رب سزا دینے میں بہت تیز ہے اور بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا بھی ہے۔“ اس لیے ضروری ہے کہ اصلاحِ نفس کو اہمیت دی جائے۔ کوئی فرد اگر کوئی قابل اصلاح بات بتائے تو اس پر کان دھرے جائیں نہ کہ پیٹھ موڑ کر خود اپنی تباہی کا سامان کر لیا جائے۔ ذیل میں بعض امور و واقعات اس غرض سے بیان کیے جاتے ہیں کہ اگر ہمیں کوئی شک وشبہ ہو تو زائل ہو جائے۔ بصر و بصیرت پر پردہ پڑا ہے تو وہ رفع ہو جائے اور ہم درست سوچ اور درست عمل اپنانے کی قابلیت حاصل کر لیں۔

علامہ ابن القیمؒ کا قول ہے کہ: ”یہ جاننا انتہائی ضروری ہے کہ گناہ و معاصی دل کو اسی طرح نقصان پہنچانے کا باعث بنتے ہیں جس طرح کوئی زہریلی مضر چیز بدن کو نقصان پہنچاتی ہے اب جیسے یہ زہریلی اور نقصان دہ اشیاء انسانی بدن کو اپنی مضر قوت سے مختلف درجے میں تکلیف پہنچانے کا باعث ہوتی ہیں، اسی طرح گناہ بھی قلب انسانی پر کم یا زیادہ درجے میں اثر انداز ہو کر نقصان کا سبب بنتے ہیں (لیکن ہماری نظر اس جانب بالکل متوجہ نہیں ہوتی جو اصل معصیت کی جڑ ہے) یہ گناہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بہت شر و فساد اور جسمانی و روحانی بیماریوں کی وجہ بنتے ہیں۔ ان واقعات پر غور کیجیے کہ کس چیز نے ہمارے ماں باپ کو جنت کے لذت و سرور سے نکال کر اس دکھوں بھری دنیا میں لا پہنچایا؟ جاننا چاہیے کہ شیطان کیوں راندہ درگاہ ہو کر دائمی لعنت کا مستحق ٹھہرا۔ اس کی ظاہری و باطنی صورت کیوں مسخ کر دی گئی، اس کی بیرونی شکل و شباہت سے زیادہ اس کی اندرونی ساخت کیوں قبیح ہوئی، شیطان کو جو قربت خداوندی حاصل تھی اسے بُعد و دوری میں کیوں بدل دیا گیا؟ وہ رحمت سے دور ہو کر عذاب و لعنت میں کیوں مبتلا کیا گیا؟ اس کے جمال کو بدشکلی میں کیوں بدلا گیا؟ جنت کی جگہ دوزخ کیوں اس کا ٹھکانا ہوئی؟ وہ ایمان کے اعلیٰ مقام سے کفر کے رذیل درجہ میں کیوں آن پڑا؟ درجہ ولایت سے محرومی اور شقاوت و نکبت کا مستحق کیوں ٹھہرا؟ دوستو! یہ سب کچھ معصیت کا کیا دھرا ہے۔

گزری تاریخ پر نظر ڈالیے! بتائیے لوگوں کو کیوں غرق کیا گیا؟ کیوں پانی پہاڑوں سے بھی بلند کر دیا گیا؟ قوم عاد پر وہ بادِ سموم کیوں وارد ہوئی کہ جس نے اسے بوسیدہ کھجوروں کے تنوں کی طرح زمین بوس کر دیا۔ وہ گرم ہوا جہاں جہاں سے گزری تباہی و بربادی بانٹتی گئی اور ان کے دیار و بازار، کھیت و کھلیان اور مال و اسباب کیوں برباد ہو گئے، اور نشانِ عبرت بنا دیے گئے۔ یہ سب گناہوں کا کیا دھرا ہے۔

پھر ذرا قومِ لوط کا حال تو دیکھیے کہ جسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا اور ان کی پوری بستی کو آسمان پر اٹھا کر الٹا زمین پر دے مارا گیا، اوپر سے پتھروں کی بارش برسائی گئی ایسی دردناک سزا آخر انہیں کیوں دی گئی؟ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے! وہ برائی کرتے تھے اور علانیہ کرتے تھے، پھر وہ انجامِ بد سے دوچار ہوئے اور پچھلوں کے لیے نشانِ عبرت بنا دیے گئے۔

عزیزو! ان واقعات میں ہم سب کے لیے واضح سبق موجود ہیں۔ ظالموں کا انجام پہلے بھی کبھی اچھا نہیں ہوا اور آئندہ بھی ظلم و زیادتی اور گناہ و معصیت کرنے والوں کا مقدر یہی برا انجام ہے۔ اسی لیے ان واقعات کو قرآن عظیم الشان میں ذکر فرما کر رب ذوالجلال فرماتا ہے: وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ بِبَعِيۡدٍ ”ظلم کرنے والوں کا یہ انجام کچھ دور نہیں۔“ اگر وہ بھی حکم عدولی کرتے ہوئے فسق و فجور اور گناہ و زیادتی میں مگن رہے تو یقیناً وہ بھی انھی جیسے عذاب و سزا کا شکار ہو جائیں گے۔

اب آیئے ذرا اختصار کے ساتھ گناہ کے فرد و معاشرے پر پڑنے والے برے اثرات پر غور کریں:

1- گناہوں سے عمومی سزا نازل ہوتی ہے۔ ہر سو خوف و ہراس، فقیری و افلاس اور بھوک کا سماں بندھ جاتا ہے، پھر زمین میں دھنسانے اور شکلیں بگڑ جانے کے واقعات بھی ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ پچھلی قوموں میں بھی یہ واقعات وقوع پذیر ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی اگر روش وہی رہی جو پہلوں کی تھی تو سزا کے طور پر دوبارہ ایسے واقعات ظاہر ہو سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اصول نہیں بدلے۔

2- گناہوں کے عام ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہ گار لوگوں پر دشمن کو غلبہ دے دیتا ہے جو دراصل عذاب کی ایک صورت ہوتی ہے۔

3- گناہوں کی روش اپنانے والوں کی سوچ بدل جاتی ہے۔ جس سے عقل جیسی عظیم قوت کام کرنا چھوڑ دیتی ہے اور غلط سوچ عام ہو کر عقل مندی کے نور کو بجھا دینے کا سبب بن جاتی ہے۔

4- گناہ کرتے کرتے بڑے بڑے گناہ معمولی سے معمولی ہونے لگتے ہیں اور خوفِ خدا سے بے پروائی کا رجحان بڑھ جاتا ہے۔

5- گناہوں کے ارتکاب سے زندگی کی آسانیاں مفقود ہو جاتی ہیں اور ان کی جگہ تنگی و پریشانی لے لیتی ہے۔

6- گناہ گار کو عموماً لعن طعن کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لوگوں سے عداوت بڑھ جاتی ہے کہ یہ معاصی کا لازمی نتیجہ ہے، ناکامیوں پر حسد کرنے والے خوش ہوتے ہیں جب کہ چاہنے والوں کو دکھ ہوتا ہے۔

7- گناہوں سے معاشرے میں ہی برائی و فساد عام نہیں

ہوتا جو صرف لوگوں تک ہی محدود ہو بلکہ یہ فساد بڑھتے بڑھتے ساری فضا کی خرابی کا باعث ہوتا ہے جس سے کھیتوں کھلیانوں، رزق و روزی اور بحر و بر ہر جانب خسارے کی کیفیت نمایاں ہو جاتی ہے۔

اس کے برعکس نیکی و بھلائی دنیا و آخرت میں کامیابیوں کی ضامن اور فلاح دنیوی واخری کا سبب بنتی ہے، گناہوں سے توبہ کرنا بڑی نیکی ہے، اس سے پچھلے گناہ دھل جاتے ہیں اور دوبارہ کامیابیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ہمارے آپ کے رب کا فرمان ہے:

وَتُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ. (النور:۳۱)

"اے ایمان والو! اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ کامیابی نصیب ہو۔" اے اللہ! ہم سب کو سچی و پکی توبہ کی توفیق سے نواز دے۔ آمین!

دوستو!

سزا و عذاب سے بچنے کے طریقوں کا ذکر سنیں پر عمل کرتے ہوئے وعدہ کرتے ہیں کہ جو ہم نے جان لیا، اس پر خود بھی عمل کریں گے اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کرنے کی دعوت دیں گے۔ ان شاء اللہ!

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج امت مسلمہ ہر جگہ مشکلات کا شکار ہے، آخر ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اور گناہ و معصیت کی آگ میں کود پڑے، لیکن واپسی کا راستہ بند نہیں ہوا، یہ راستہ کھلا ہے۔ آیئے! ہم پھر سے قرآن و سنت کے دامن کو تھام لیں۔

عزیزو! عقلمند وہی ہے جو ایسے عمل کرے جن سے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی فائدہ ہو، اپنی خواہشات کا غلام بن جانا کوئی بہادری نہیں، یہ تو حیوانوں جیسا طرز عمل ہے۔ انسان کو اپنے حقیقی فائدے اور نقصان میں فرق کرنا چاہیے تب ہی وہ اشرف المخلوقات میں شمار ہو سکتا ہے۔ ساتھیو! ہماری اکثریت جنت میں جانے کی خواہش مند ہے لیکن جنت والے عمل کیے بغیر جنت میں جانے کی متمنی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کی بات بھی نہ مانیں اور اللہ کی جنت میں چلے جائیں۔ یاد رکھیے برے عمل چاہے چند لوگ ہی کریں ان کا وبال پورے معاشرے کو نگل لیتا ہے۔

ہمارے معاشرے کے بڑے جتھے دار فسق و فجور اور سفاہت پھیلانے والی اسی بری روش کے پیروکار ہیں۔ برے لوگوں کو ہم نے اپنے اوپر سوار کر لیا ہے، ان کے غلط فیصلوں اور لوٹ مار کا وبال پورا ملک بھگت رہا ہے، یہ فاسق و فاجر بے بادبان کی کشتی کی طرح ہیں نہ ان کے کوئی اصول ہیں نہ ضابطے۔ ہم نے نفس کے پجاریوں کے ہاتھ میں اپنی لگامیں دے رکھی ہیں جو نہ اللہ کی کتاب کو دل سے مانتے ہیں اور نہ اس کے رسول کی تعلیمات کو اور نہ ہی ان کی تعلیمات کو نافذ کرنا چاہتے ہیں تو آخر ان کی قیادت ہماری تباہی کا باعث نہ ہو تو کیا ہو۔

آج کے حالات میں عام مسلمانوں کو بھی اللہ کی کتاب قرآنِ حکیم اور سنت مطہرہ کا گہرا مطالعہ کرنا چاہیے اور ان کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں رائج کرنا چاہیے تاکہ دارین کی کامیابی نصیب بنے، ہر غیرت مند مسلمان کو یہ جان لینا چاہیے کہ قرآن و سنت پر عمل نہ کیا گیا تو پوری زندگی کے عمل اکارت ہو جائیں گے، اللہ قبول نہیں کرے گا تو فائدے کی بجائے خسارے، ثواب کی بجائے عقاب کے مستحق ٹھہریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے آمین!

☆☆☆